محترم ڈاکٹر قادر بخش - فیصل آباد

مسائل اور ہماری ذمہ داریاں

جنوبی بحرالکاہل کا علاقہ وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اور چھوٹے بڑے ہزارہا جزائر پر مشتمل ہے۔ مگر جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، جزائر نیوکیلی ڈونیا، اور فجی کے جزائر میں مقیم ہیں۔ نیوزی لینڈ میں مسلم آبادی نہایت قلیل ہے، یعنی تیس لاکھ کی کل آبادی میں دو ہزار پانچ سو کے قریب۔ مسلمانوں کی ایک تنظیم انجمن حمایت اسلام کے علاوہ انٹرنیشنل مسلم ایسوسی ایشن آف نیوزی لینڈ (انکارپوریٹڈ) اور مسلم طلباء کی بھی ایک تنظیم یہاں کے سب سے بڑے شہر آک لینڈ میں موجود ہے۔ یہاں پر ایک مسلم مدرسہ اور مسجد زیر تعمیر ہیں۔ علماء جو جدید علوم سے بھی بہرہ ور ہیں اور مبلغین نیز اسلامی لٹریچر کی کمی یہاں شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔

آسٹریلیا کی سوا کروڑ سے زیادہ آبادی میں کوئی پندرہ ہزار سے زائد مسلمان ہیں جن میں بلقان ریاستوں کے مہاجر اور تارکین وطن بھی شامل ہیں۔ تمام بڑے شہروں میں مساجد، اسلامی سوسائٹیاں اور طلباء کی تنظیمیں قائم ہیں اور آسٹریلین فیڈریشن آف اسلامک کونسل ان سب کی مرکزی تنظیم ہے۔ یہاں بھی مستند علماء کی اشد ضرورت ہے۔ اور انگریزی زبان میں اسلامی لٹریچر نیز مسلم سکول کی کمی بھی یہاں کے اہم مسائل ہیں۔ جزائر نیوکیلی ڈونیا جو کہ پہلے فرانسیسی استعمار کے زیر اثر تھا۔ وہاں بھی ایک ہزار سے کم مسلمان موجود ہیں جنکا اصل تعلق صومالیہ افریقہ سے ہے۔ اور یہاں بھی اسلامی سکول، مسجد اور مسلمانوں کی تنظیم کی سخت ضرورت ہے۔

جزائر فجی کے حالات کا جائزہ ہم ذرا تفصیل سے لیں گے۔

یہ چھوٹے بڑے جزائر جن کی تعداد ۸۴۴ کے قریب ہے ۷۰۰۰ مربع میل کے رقبہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ رقبہ کا تقریباً ۹۰ فیصد حصہ دو بڑے جزیروں وٹی لیوو (VITI LEVU) اور وانا لیوو (VANUA LEVU) نے گھیر رکھا ہے۔ دارالحکومت سووا (SUVA) سڈنی سے تقریباً ۱۹۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ فجی میں ۶۰ انچ سے ۱۲۰

انچ سالانہ تک بارش ہوتی ہے۔ آب و ہوا مرطوب ہے، اور درجہ حرارت تقریباً سارا سال یکساں رہتا ہے۔ (۷۵ ف) بڑی پیداوار گنا اور ناریل ہے۔ کیلے، مچھلی، مینگانیز دھات سونا اور سیاحت بھی بڑے ذرائع آمدنی ہیں۔

ان جزائر کو ۱۶۴۳ء میں ایبل تسمین (ABEL TASMAN) نے دریافت کیا۔ کیپٹن کک (COOK) یہاں ۱۷۷۴ء میں پہنچا۔ اور ۱۷۹۷ء میں کیپٹن ولسن فیجی میں آیا۔ مگر باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ جزائر فیجی کا سروے ۱۸۴۰ء میں ایک امریکی ٹیم نے کیا۔ اور تین ماہ میں یہ مطالعاتی دورہ مکمل ہوا۔

اب یورپی لوگوں سے فیجی کے روابط قائم ہوئے اور یورپ کے اچھے اور برے اثرات بھی ادھر پہنچنے لگے یورپ کی بیماریاں مثلاً خسرہ وغیرہ ادھر آئیں اور اسلحہ اور شراب و منشیات کا داخلہ بھی ممکن ہوا۔ زیادہ تر یورپین فیجی میں تاجروں کے بھیس میں آئے، کچھ آسٹریلیا کے مفرور ملزم تھے، اور کچھ ملاحوں اور مشنریوں کے روپ میں یہاں پہنچے۔ ۱۷۹۷ء میں کچھ پروٹسٹنٹ مشنریوں نے عیسائیت کا پرچار شروع کیا۔ یہاں کے اصل باشندوں کا آبائی مذہب بت پرستی اور ماوراء العقل عقائد و توہمات پر مبنی تھا۔ اور ان میں سے بعض قبائل آدم خوری جیسی وحشیانہ عادات بد میں مبتلا تھے۔ عیسائیت کیلئے منظم کام یہاں لندن مشنری سوسائٹی نے شروع کیا، جس نے بعد میں عیسائیوں کے ویزلین گروپ سے اشتراک عمل کرلیا۔

ساتھ ساتھ سفید فام استعمار اپنی مکارانہ فریب کاریوں سے یہاں قدم جماتا گیا۔ قبائلی سرداروں کی باہمی خانہ جنگی بھی ان کے کام آئی۔ یہاں کی صندل کی لکڑی کی تجارت بھی انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے لی جس کی چین، ہندوستان وغیرہ میں بہت مانگ تھی۔ ان لوگوں نے یہاں گنا اور کپاس کی کاشت بھی شروع کی اور مقامی لوگوں سے انہی کی زمین پر جبری کاشت کاری کروائی۔ سفید فاموں کے مسلسل دباؤ سے مجبور ہوکر اور اپنے یورپی مشیروں کے کہنے پر فیجی کے بادشاہ نے ۱۸۵۹ء میں ملک کو برطانیہ کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ مگر برطانیہ نے ان حالات میں یہ پیشکش قبول نہ کی۔ بعد میں ایک تفتیشی کمیٹی کی سفارشات پر جو وہاں کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے بنائی گئی تھی، یہ جزائر غیر مشروط طور پر برطانیہ کے حوالے کر دئے گئے۔ اور ۱۰ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو فیجی کو برطانوی نو آبادی قرار دے دیا گیا۔ برطانیہ کی نظر فیجی کی بلحاظ محل وقوع فوجی اہمیت اور نیوزی لینڈ و آسٹریلیا کی ہمسائیگی کے علاوہ یہاں ایک عمدہ بندرگاہ ملنے کے امکان اور کپاس اور گنے کی پیداوار پر بھی تھی۔

شروع میں عیسائیت کو جزائر فیجی میں اتنی مقبولیت حاصل نہ ہوئی۔ مگر بعد میں جب یورپی عہدے داروں نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا تو لوگ تیزی سے عیسائی ہونے لگے۔ ۱۸۵۴ء میں جب یہاں کا بادشاہ دکم بو عیسائی ہوا تو اس مذہب کو بہت تقویت ملی۔ آج یہ لوگ پکے عیسائی ہیں جن میں ۸۵ فیصد میتھوڈسٹ ۱۲ فیصد رومن کیتھولک اور باقی دوسرے فرقے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں فیجی میں عیسائیت کے سو سال پورے ہونے پر یہاں صد سالہ

تقریبات منائی گئی۔

ہندوستانیوں کی آمد یہاں ۱۸۷۹ء میں شروع ہوئی جب برطانوی حکومت نے ایک معاہدہ کے تحت انہیں کپاس، گنّا، ربڑ وغیرہ کی کاشت کیلئے ادھر بلایا۔ یہ معاہدہ ختم ہونے تک (۱۹۱۶ء) ۶۳۰۰۰ ہزار سے زائد ہندوستانی یہاں آچکے تھے، اور ان میں سے صرف ایک تہائی کے قریب ہندوستان واپس گئے۔ اس عرصہ میں ہندوستانی آبادی نہایت تیزی سے بڑھتی رہی اور اس وقت پوری آبادی کے نصف سے اوپر پہنچ چکی ہے جسکے اسباب کم عمر میں شادی زیادہ بچے پیدا کرنے کی صلاحیت اور اولاد میں لڑکیوں کا بلند تناسب ہیں۔ اب اس بڑھتے ہوئے تناسب کو کم رکھنے کیلئے خاندانی منصوبہ بندی رائج کی گئی ہے۔ ۱۹۶۲ء میں ہندوستانیوں کی شرح پیدائش ۴۱.۸۶ فی ہزار تھی۔ جو ۱۹۶۶ء میں کم ہوکر ۳۴.۶۴ رہ گئی۔ جب کہ فیجئین (اصل مقامی باشندے) میں ان چار سالوں میں یہ شرح ۳۷.۲۷ سے کم ہوکر ۳۶.۹۳ فی ہزار ہوئی ہے۔

ہندوستانیوں کو سیاسی حقوق ۱۹۲۹ء میں ملے۔ فیجی کی مجلس قانون ساز اور برطانوی پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد برطانیہ نے فیجی کو آزاد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اور ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۰ء کو یہ ملک آزاد ہوگیا۔ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۰ء کو فیجی اقوامِ متحدہ کا رکن بن گیا۔

جزائر فیجی کی مسلم اقلیت فیجی کی تقریباً چھ لاکھ آبادی میں ۵۰ فیصد عیسائی، ۴۰ فیصد ہندو، ۸ فیصد مسلمان، اور ۲ فیصد باقی مذاہب کے لوگ ہیں۔ یعنی مسلمانوں کی تعداد ۴۸۰۰۰ کے قریب ہے۔ مرزائی (دونوں گروپ) اور بہائی مشنریاں بھی یہاں کام میں مصروف ہیں۔

یہاں پر مسلمانوں کی مرکزی تنظیم فیجی مسلم لیگ ہے۔ اس کے تحت تقریباً ۲۵ پرائمری سکول اور تین ہائی سکول اور کئی ایک مساجد قائم ہیں۔ ان سکولوں میں ہر نسل اور ہر مذہب کے بچے تعلیم پاتے ہیں، مسلمان ان سکولوں میں اردو عربی اور اسلامیات کی تعلیم کی شدید ضرورت محسوس کرتے ہیں اور اس مقصد کے لئے باہر سے اساتذہ منگوائے گئے ہیں۔

ایسی صورت میں جبکہ اس ملک کی ۶۰ فیصد سے زیادہ آبادی ۲۵ سال سے کم عمر کے نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اور آبادی کا چوتھا حصّہ پرائمری اور ہائی اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ مسلمانوں کے زیادہ سے زیادہ سکول قائم کرنے اور ان میں اسلامی تعلیم کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

ماضی میں مسلمانوں کو حکومت میں نمائندگی دی جاتی تھی، مگر نئے آئین میں مسلمانوں کے الگ سیاسی وجود کو تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ انہیں "ہندوستانی" شمار کیا گیا ہے۔ عدالتوں میں مسلم شخصی قوانین کا نفاذ ایک الگ حل طلب مسئلہ ہے۔ جزائر فیجی کے ہر ضلع میں مسجد موجود ہے۔ اور چند علماء دین کی خدمت بھی کررہے ہیں۔ لیکن جزائر

میں منتشر مسلم آبادی کیلئے مزید علماء کی شدید ضرورت ہے ۔ اس سلسلہ میں تبلیغی جماعت اور مجلس تحفظ ختم نبوت نے قابل قدر اور نمایاں کام کیا ہے ۔ اور یہ لوگ دور دراز جزیروں میں پہنچتے ہیں ۔

اسی طرح یہاں انگلش اور اردو میں اسلامی لٹریچر کی بھی سخت ضرورت ہے ، جو ہر قسم کے فرقہ وارانہ تعصب سے پاک ہیں ۔ فیجی کے مسلم جوانوں کی فعال تنظیم (F M Y O) فیجی مسلم یوتھ آرگنائزیشن نے دیگر منصوبوں کے علاوہ ایک اسلامی لائبریری "شاہ فیصل اسلامک لائبریری" بھی قائم کی ہے ۔

نیوزی لینڈ آسٹریلیا نیوکیلی ڈونیا اور فیجی کے مسلمانوں کے مشترکہ مسائل کے حل کے لئے سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ یورپ کی اسلامی کونسل کی طرز پر جنوبی بحرالکاہل کی ایک اسلامی کونسل تشکیل دی جائے ۔ جو اسلامی سیکرٹریٹ جدّہ کے ساتھ مربوط ہو ۔ اس اسلامی مرکز کے تحت تبلیغی کام اور دینی مدارس کا قیام بہترین نتائج پیدا کر سکتا ہے ۔

آخر میں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ بحرالکاہل میں ابھی تک سینکڑوں جزائر ایسے موجود ہیں جہاں رہنے والے انسانوں کے کان اب تک اسلام کی آواز سے ناآشنا ہیں ۔ اور وہ عیسائی مشنریوں کی بتائی ہوئی باتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے ۔ یہ میدان دنیا بھر کے مسلمانوں کو صدا دے دے کر پکار رہا ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون ان صداؤں پہ کان دھرتا ہے ۔ اور ان پہ لبیک کہتا ہے ۔

اس علاقے کی تنظیموں اور دیگر حالات کی مزید تفصیل کیلئے ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے :

The Fiji Muslim Youth Organization. G.P.O. Box. 455
SUVA Fiji Islands, Ocean.

■■

ان تحقیقات کو قطعی اور یقینی نہیں کہا جا سکتا ۔ تو ان کے تبدیل ہو جانے کی صورت میں اس مفہوم قرآنی کا تبدیل ہونا لازم آئے گا ۔ جس کی بنیاد ان تحقیقات پر رکھی گئی تھی اس طرح قرآن کریم کا مفہوم ان جدید اکتشافات کے تابع ہو کر ہر روز بدلا کرے گا ۔ اور کسی وقت بھی اس کے یقینی ہونے پر اطمینان حاصل نہیں ہو سکے گا ۔

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کی تفسیر کو ان جدید تحقیقات پر مبنی کرنا اور ان ایجادات کے دریافت کرنے کو قرآن کریم کا مقصد اور تقاضہ بتانا قرآن کریم کے مفہوم کو متبدل قرار دینا اور اس کو غیر یقینی بنانا ہے ۔ جو کسی طرح جائز نہیں ہے کیونکہ اس طریقہ سے چودہ سو سالہ مذہب اسلام کے یقینی عقائد سے اعتماد اٹھ جاتا ہے ۔ اور وہ سب مشکوک اور ظنی قرار پاتے ہیں اور یوں مذہب اسلام سائنسی تحقیقات کی بدولت بازیچۂ اطفال بن کر رہ جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے ۔ آمین